Digitized by Khilafat Library Rabwah

فون ۴۲۹

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ عَسٰٓی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا

رجسٹرڈ نمبر ۵۲۵۴

روزنامہ الفضل ربوہ

یوم پیر

The Daily ALFAZL RABWAH

ایڈیٹر مسعود احمد دہلوی

قیمت فی پرچہ ۳۰ پیسے

جلد ۲۸/۶۳ | ۱۵ رجب ۱۳۹۴ھ ۵ ظہور ۱۳۵۳ہش ۵ اگست ۱۹۷۴ء | نمبر ۱۷۹

اخبارِ احمدیہ

ربوہ ۵ ظہور۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت کے متعلق آج صبح کی اطلاع مظہر ہے کہ:-

طبیعت اللہ تعالیٰ کے فضل سے اچھی ہے، الحمدللہ

احبابِ جماعت حضور ایدہ اللہ کی صحت وعافیت کے لئے توجہ اور التزام سے دعائیں کرتے رہیں۔

دل کے فرائض اور محرمات

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ۱۲ر نومبر ۱۹۰۹ء کو خطبۂ جمعہ میں فرمایا۔

"دل کے فرائض بتاتا ہوں۔ اس کا عظیم الشان فرض ہے کہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ پر ایمان لائے۔ جب تک دل اس فرض کو ادا کرنے والا نہ ہو ہلاکت میں ہے یَعْرِفُوْنَہٗ کَمَا یَعْرِفُوْنَ اَبْنَآءَھُمْ اور جَحَدُوْا بِھَا وَاسْتَیْقَنَتْھَآ اَنْفُسُھُمْ سے پتہ لگتا ہے کہ دل یقین کر چکے ہیں پس اس یقین کے ساتھ عملی رنگ بھی ضروری ہے (۲) اس کے بعد فرض ہے حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اللہ کا رسول یقین کرنا۔ جب اللہ معبود ہوا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم رسول۔ تو اللہ کے بالمقابل اب اور کسی کا حکم نہیں اور رسول کی اطاعت کے بالمقابل کوئی اطاعت نہیں یہ واجبات سے ہے۔

دل کے محرمات میں سے ہے (۱) اللہ تعالیٰ کا شریک ٹھہرانا (۲) کبر ونخوت (۳) بغض وحسد (۴) ریاء وسمعۃ (۵) نفاق کرنا۔ شرک کی نسبت تو اللہ فرماتا ہے کہ معاف نہ کروں گا اور کبر وہ فعل ہے جس کا نتیجہ شیطان اب تک لعنت اٹھا رہا ہے اور ریاء کہتے ہیں اس عمل کو جو دکھاوے کے لئے کیا جاوے اور نفاق یہ ہے کہ دل سے نہ مانے اور اوپر سے اقرار کرے۔ اس کے کچھ اور شعبے بھی ہیں۔ جب بات کرے جھوٹ بولے (۲) امانت میں خیانت کرے (۳) معاہدہ میں غداری کرے۔ (۴) سخت فحش گالیاں دے۔

دل کے فرائض سے نیچے یہ بات ہے کہ دل کو اللہ کی یاد سے طمانیت بخشے۔ آدمی پر مصائب کا پہاڑ گر پڑتا ہے۔ کسی کی صحت خطرے میں ہے کسی کی عزت، کسی کی مالی حالت، کسی کو بیوی کے تعلقات میں مشکلات ہیں کسی کو اولاد کی تعلیم میں۔ ان تمام مشکلات کے وقت خدا کی فرمانبرداری کو نہ بھولے۔"

(خطبات نور جلد دوم صـ۱۲۱ ، صـ۱۲۳)

ارشاداتِ عالیہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

مکہ والوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہؓ کو ایسی تکالیف دیں کہ جن کے تصور سے دل کانپ جاتا ہے

آپ نے صبر و برداشت کا ایسا اعلیٰ نمونہ دکھایا اور ایسے اخلاقِ فاضلہ کا مظاہرہ کیا جس کی نظیر دنیا میں پائی نہیں جاتی

(۱) "ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھو کہ جب مکہ والوں نے آپؐ کو نکالا اور تیرہ برس تک ہر قسم کی تکلیفیں آپؐ کو پہنچاتے رہے، آپؐ کے صحابہؓ کو سخت سے سخت تکلیفیں دیں جن کے تصور سے بھی دل کانپ جاتا ہے اُس وقت جیسے صبر اور برداشت سے آپؐ نے کام لیا وہ ظاہر بات ہے لیکن جب خدا تعالیٰ کے حکم سے آپؐ نے ہجرت کی اور پھر فتح مکہ کا موقع ملا تو اُس وقت اُن تکالیف اور مصائب اور سختیوں کا خیال کر کے جو مکہ والوں نے تیرہ سال تک آپؐ پر اور آپؐ کی جماعت پر کی تھیں آپؐ کو حق پہنچتا تھا کہ قتلِ عام کر کے مکہ والوں کو تباہ کر دیتے اور اس قتل میں کوئی مخالف بھی آپؐ پر اعتراض نہیں کر سکتا تھا کیونکہ انکی تکالیف کے لئے وہ واجب القتل ہو چکے تھے۔ اِس لئے اگر آپؐ میں قوتِ غضبی ہوتی تو وہ بڑا عجیب موقع انتقام کا تھا کہ وہ سب گرفتار ہو چکے تھے مگر آپؐ نے کیا کیا۔ آپؐ نے اُن سب کو چھوڑ دیا اور کہا لَا تَثْرِیْبَ عَلَیْکُمُ الْیَوْمَ۔ یہ چھوٹی سی بات نہیں ہے مکہ کے مصائب اور تکالیف کے نظارہ کو دیکھو کہ قوت و طاقت کے ہوتے ہوئے کس طرح پر اپنے جان ستان دشمنوں کو معاف کیا جاتا ہے۔ یہ ہے نمونہ آپؐ کے اخلاقِ فاضلہ کا جس کی نظیر دنیا میں پائی نہیں جاتی۔" (الحکم ۱۰ اپریل ۱۹۰۲ء صـ۲)

(۲) "آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے جس قدر اخلاق ثابت ہوئے ہیں وہ کسی اور نبی کے نہیں کیونکہ اخلاق کے اظہار کیلئے جب تک موقع نہ ملے کوئی اخلاق اخلاق ثابت نہیں ہو سکتا۔۔۔ غرض سب خُلق موقع سے وابستہ ہیں۔ اب سمجھنا چاہیئے کہ کس قدر خدا کے فضل کی بات ہے کہ آپؐ کو تمام اخلاق کے اظہار کے موقعے ملے۔" (الحکم ۳۱ جولائی ۱۹۰۲ء)

پبلشر: مسعود احمد۔ پرنٹر: سید عبدالحی۔ مطبع: ضیاء الاسلام پریس ربوہ۔ مقامِ اشاعت: دفتر الفضل دارالرحمت غربی ربوہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

خطبہ جمعہ

فلاح اور خوشحال زندگی کے حصول کے لئے اللہ تعالیٰ کی ذات اور صفات کی معرفت حاصل کرنا ضروری ہے

تم اس کی ذات اور صفت کو ہمیشہ پہچانتے رہو اور معرفت کے مقام پر قائم رہو!

خدا کرے کہ جس طرح اس دنیا میں صفاتِ الٰہیہ کے جلووں سے مستفیض ہوئے حشر کے دن بھی ہمیں ان کے پیارے جلوے نصیب ہوں،

از سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ بنصرہ العزیز

فرمودہ ۱۴؍احسان ۱۳۴۷ہش مطابق ۱۴؍جون ۱۹۶۸ء بمقام گھوڑا گلی مری

تشہد، تعوذ اور سورہ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور نے فرمایا:۔

انسان کی فلاح اور خوشحال زندگی

کے حصول کے لئے اللہ تعالیٰ کی ذات اور اس کی صفات کی معرفت حاصل کرنا ضروری ہے۔ اس لئے کہ جب تک اللہ تعالیٰ کی صفات کی معرفت حاصل نہ ہو اُس وقت تک انسان ان صفات کے فیوض سے صحیح طور پر حصہ نہیں لے سکتا اور نہ ہی اس معرفت کے بغیر وہ اللہ تعالیٰ کی صفات کا مظہر بن سکتا ہے جس غرض کے لئے اُسے پیدا کیا گیا ہے۔

گذشتہ جمعہ میں نے اُن چار اُمّہات الصفات میں سے جن کا ذکر سورۂ فاتحہ میں ہے دو صفات کے متعلق کچھ بیان کیا تھا اختصار کے ساتھ، ایک صفت ربوبیت کے متعلق اور دوسری صفت رحمانیت کے متعلق۔

ربوبیت کی صفت تقاضا کرتی ہے کہ انسان اعمال کے نتیجہ کو اللہ تعالیٰ کی ذات پر چھوڑے اور اس حقیقت کو پہچانے کہ تدبیر کرنا انسان کا کام ہے اور

نتیجہ نکالنا اللہ تعالیٰ کا کام

اس دُنیا میں جو اسباب کی دنیا ہے خدا تعالیٰ کی اس صفت کے جلوے بہت سے لوگوں کی نگاہ سے پوشیدہ رہتے ہیں کیونکہ اسباب کے پردے میں وہ جلوے بہت حد تک مستور ہوتے ہیں لیکن ایک مومن بندہ یہ جانتا ہے کہ انسان خواہ کتنی ہی تدبیر کیوں نہ کرے جو اسباب اللہ تعالیٰ نے پیدا کئے ہیں اُن کا بہترین استعمال کرے، اپنی قوتوں اور استعدادوں کو ضائع نہ ہونے دے اور ان کا صحیح استعمال کرے اور دعا بھی کرے کہ یہ بھی تدبیر ہی ہے — پھر بھی دعا کو قبول کرنا اور اسباب کا وہ نتیجہ نکالنا جو یہ شخص چاہتا ہے کہ نکلے جس نے تدبیر کے ذریعے اُن اسباب کو استعمال کیا ہے یہ اللہ تعالیٰ کا کام ہے محض تدبیر کرنے سے یقینی طور پر وہ نتیجہ نہیں نکلتا جو تدبیر کرنے والا چاہتا ہے، نہ ساری دعائیں قبول ہوتی ہیں۔ ہماری اس زندگی میں ہزاروں بار یہ بات مشاہدہ میں آتی ہے کہ تدبیر کو انسان اپنی انتہا تک پہنچا دیتا ہے، دعاؤں میں کوئی کمی نہیں رکھتا۔ بظاہر، لیکن دعائیں بھی رد کر دی جاتی ہیں اور تدابیر بھی بے نتیجہ ثابت ہوتی ہیں اور انسان حیران اور پریشان ہوتا ہے کہ مَیں نے کیا کچھ تھا اور چاہا کچھ تھا لیکن ہوا کچھ اور۔ اور

میری خواہش کے مطابق

میری تدبیر کا نتیجہ نہیں نکلا۔ بیسیوں خطوط مجھے آتے رہتے ہیں۔ پوری کوشش کرتے ہیں اپنی سمجھ کے مطابق، لیکن جس قسم کی تجارت بھی کرتے ہیں اس میں ناکام ہو جاتے ہیں اور سرمایہ ضائع ہو جاتا ہے۔

تو تدبیر کرنا انسان کے لئے ضروری ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اس دنیا کو اسباب کی دنیا بنایا ہے اور انسان کو بہت سی قوتیں اور استعدادیں عطا کی ہیں جس کے نتیجہ میں وہ تدبیر کر سکتا ہے اسی لئے وہ اس قابل ہے کہ وہ تدبیر کرے، وہ کام کرے، وہ محنت کرے، وہ سوچے وہ اپنی عقل سے کام لے، وہ کامیابی کے بہترین طریقے جو ہیں اُن پر چلے لیکن یہ سب کچھ کرنے کے بعد اگر وہ یہ سمجھے کہ جس طرح ایک اور ایک مل کے دو بن جاتے ہیں اسی طرح میری تدبیر اور دعا کا ضرور نتیجہ نکلے گا تو وہ غلطی پر ہوتا ہے اور اپنی دنیا میں، اس ٹھوس اور مادی دنیا میں ساری تدبیروں کو بے نتیجہ ہوتے، ساری دعاؤں کو رد ہوتے وہ دیکھتا ہے ایسے وقت میں اللہ تعالیٰ نے ہمیں متوجہ کیا ہے کہ خدائے رحمٰن کی طرف متوجہ ہو جائیں۔ یعنی اپنے پر ایک قسم کی موت وارد کر کے اُس کے حضور جھکو (اور یہ دعا عام دعاؤں کی قسم کی نہیں ہوتی) اور اس سے کہو کہ اے ہمارے رحمٰن رب! تو نے اَن گنت اور بے شمار نعمتیں ہمارے لئے پیدا کیں اور ہمارے عمل کو اس میں کوئی دخل نہیں تھا کیونکہ وہ پیدائش سے بھی پہلے وجود میں آ چکی تھیں، اُن اسباب، اُن نعمتوں سے آج ہم فائدہ اُٹھانا چاہتے ہیں تو

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اُٹھا نہیں سکتے۔ ہم اگر تیری رحیمیت کا جلوہ دیکھنے کے قابل نہیں تو اے رحمان خدا ہمیں اپنی رحمانیت کا جلوہ دکھا۔

ان دو کے علاوہ دو اور اُمہات الصفات ہیں جو سورۃ فاتحہ میں بیان ہوئی ہیں۔ ایک پہلی صفت جو ربوبیت کی صفت ہے اور ایک چوتھی صفت جو مالکیت یوم الدین کی صفت ہے۔

یہ چار صفات ایسی ہیں جن کے جلووں کا تعلق پیدائش عالم سے لے کر حشر اسرا کے دن تک پھیلا ہوا ہے۔ ربوبیت کی صفت جلوہ گر ہی اس وقت ہوتی ہے جب پیدائش شروع ہو جائے۔ جب خالق خلق کرتا ہے اور وہ تمام سامان پیدا کرتا ہے کہ اس کی مخلوق اُن استعدادوں کو اپنے کمال تک پہنچا ہیں جو اس نے اُن کے اندر رکھی ہیں۔ خصوصاً انسان کے اندر بڑی استعدادیں اور قوتیں اُس نے رکھی ہیں اور بڑی طاقتیں اس میں ودیعت کی ہیں۔ تو

ربوبیت کا جلوہ

پیدائش کے وقت سے شروع ہو گیا۔ کیونکہ ربّ کے معنی ہیں خالق۔ پیدا کرنے والا۔ جو بہت سی قوتیں اور استعدادیں بھی ہر چیز میں پیدا کرتا ہے اور درجہ بدرجہ ان کو نشوونما کرتے ہوئے اُس چیز کو اپنے کمال تک پہنچا دیتا ہے۔ دُنیا کی ہر چیز جو ہے وہ ربوبیت کے اس دَور میں سے گذر رہی ہے۔ مثلاً ہیرا بنتا ہے۔ شاید لاکھوں سال اس پر گزرتے ہیں تب وہ ہیرے کی شکل اختیار کرتا ہے۔ درجہ بدرجہ اس میں تبدیلیاں ہوتی چلی جاتی ہیں اور وہی مٹی کے ذرات جو آپ لوگوں کی جوتیوں کے تلوے کے نیچے حقیر اور بے قیمت ہوتے ہیں وہی ذرّے ہیرے کی شکل اختیار کر جاتے ہیں۔

جس درخت کے سائے کے نیچے اس وقت ہم بیٹھے ہیں ایک چھوٹا سا بیج تھا۔ اللہ تعالیٰ نے اس بیج میں جو طاقتیں اور استعدادیں رکھی تھیں اُس کے نشوونما کے اُس نے سامان پیدا کئے۔ بارش برسائی۔ زمین کے ذرّوں میں ایسی قوتیں پیدا کیں جو اس درخت کی ٹہنیاں اور یہ لمبی لمبی سوئیوں کی طرح کے جو پتے ہیں وہ بن سکیں۔ اگر زمین کے ذرّوں میں یہ طاقت نہ ہوتی تو درخت یہ شکل اختیار نہ کرتا اور پھر یہ بڑھتے بڑھتے اپنی طاقت کے مطابق اپنی بلندیوں کو پہنچ جائیگا اور اگر انسان اسے نہ کاٹے تب بھی اس کی قوتوں پر فنا آجائے گی۔ لیکن اس کی نشوونما کے سارے سامان اسکی زندگی کے لئے جو درکار تھے وہ اللہ تعالیٰ نے پیدا کر دئے اور یہ ربّ ہے ربّ کے جلوے ہیں

ہر چھوٹی اور بڑی چیز

میں نظر آتے ہیں

اسلام نے ربّ کا تخیّل جو ہمیں دیا ہے وہ یہ نہیں کہ اللہ نے پیدا کیا اور پھر آرام کرنے لگ گیا یا دوسرے کاموں میں مشغول ہو گیا اور پیدائش کے ساتھ جو پہلے کر چکا ہے اُس کا ہر وقت کا زندہ تعلق قائم نہ رہا بلکہ خدا تعالیٰ کی ربوبیت کی جو صفت ہے اُس کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک چھوٹے سے فقرے میں بڑی بنیادی چیز ہمیں بتائی ہے آپ فرماتے ہیں کہ ربوبیت کا فیضان تمام کائنات کی جان ہے۔ پھر فرماتے ہیں۔ ایک لمحہ کے لئے یہ فیضان منقطع ہو جائے

تو تمام عالم نابود ہو جائے تو اس نے پیدا کیا، نشوونما کے سامان پیدا کئے اور ہر وقت ایک زندہ تعلق اپنی مخلوق کے ساتھ اُس نے قائم رکھا ہے۔ اگر ربوبیت کا یہ تعلق ایک لحظہ کے لئے بھی منقطع ہو جائے مخلوق کے ساتھ تو وہ قائم نہ رہے جس طرح وہ نیست سے ہست ہوئی تھی۔ ہست سے نیست ہو جائے فنا ہو جائے فوری طور پر۔

تو ربّ کا تعلق ہر وقت اور ہر آن ہر چیز سے ہے جس کو اُس نے پیدا کیا ہے۔ یہ تعلق انسان کے ساتھ بھی ہے اور انسان کو اُس نے بڑی استعدادیں دیں اور اپنے قرب کے لئے اُس نے اُسے پیدا کیا اور اپنی صفات کا مظہر بننے کی قابلیت اُس کے اندر رکھی اور ہم دیکھتے ہیں کہ نوع انسان کو بحیثیت ایک نوع کے ایک بڑے ہی نچلے درجے سے آہستہ آہستہ اٹھا کر اس نے اُس مقام پر پہنچایا کہ جہاں

انسان کامل کی پیدائش

ممکن ہو سکتی تھی اور انسان کامل کی پیدائش کر دی۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پیدا ہوئے اور ایک کامل کتاب آپ کے ذریعہ نوع انسان کو ملی۔ انسانی شعور اور انسانی عقل آپ کے زمانے میں اپنے کمال کو پہنچا اور اس کمال کو قائم رکھنے کے لئے دنیا کی تدبیر، جس طرح اللہ تدبیریں اس نے کیں، قرآن کریم کی شکل میں انسان کو دی کہ اگر اس پر انسان غور کرتا رہے اور اس کے احکام کی پیروی کرے تو انسان کی عقل بھی اپنے معراج پر قائم رہے گی اور اُس کی روحانیت بھی اپنی رفعتوں سے نیچے نہیں گرے گی۔ ربّ کی جو ربوبیت ہے اُس کے جلوے انسان سے بھی تعلق رکھتے ہیں اور مٹی کے ذرّات سے بھی تعلق رکھتے ہیں ہر مخلوق سے تعلق رکھتے ہیں اور اس خلق کا

عالمین کی پیدائش کا خلاصہ

اور لب جو تھا وہ انسان کامل تھا محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اور آپ کے ذریعہ سے انسان کے لئے ایسے سامان پیدا کر دئے کہ اگر وہ چاہے تو اپنی عقل کے معیار کو بھی بلند تر مقام پر رکھ سکتا ہے اور روحانی رفعتوں کو بھی زیادہ سے زیادہ حاصل کر سکتا ہے۔

جب تک ہم اللہ تعالیٰ کی اس صفت کو صحیح طور پر نہ پہچانیں ہم غافل ہو جائیں گے۔ اگر ہم یہ کہیں کہ اللہ تعالیٰ بھی تو ہم سے تعلق رکھتا ہے کبھی ہم سے غافل ہو جاتا ہے تو پھر تو اسی کو دیکھیں گے یا کہ جو اُس کی (نعوذ باللہ) غفلت کا زمانہ ہے اس میں ہم ایسی باتیں بھی کر جائیں جسے وہ پسند نہیں کرتا (العیاذ باللہ) لیکن اُس کا تعلق تو ہر آن اور ہر وقت ہم سے ہے۔ دوسری مخلوق سے بھی ہے۔ لیکن انسان سے بھی ہے اور ربوبیت کا یہ تعلق ہی ایک زندہ تعلق ہے جو انسان سے ہے۔ اُس نے انسان کے لئے اس بات کو ممکن بنا دیا کہ وہ اپنی جسمانی اور روحانی بقاء کو حاصل کر سکے اور ان رفعتوں کو پا سکے۔ یہ تو تھا وہ صفت، کہ خلق کے ساتھ ہی اُس کے جلوے ہر آن ہمیں نظر آنے لگیں۔

اللہ تعالیٰ نے انسان کو اپنے بہترین اور عظیم جلووں کے لئے پیدا کیا ہے۔ یہ دنیا جو ہے وہ مادی دنیا ہے اور خدا تعالیٰ کے جو جلوے یہاں ہمیں نظر آتے ہیں وہ اسباب کے پردہ میں چھپے ہوئے ہیں۔ اور جو

Digitized by Khilafat Library Rabwah

سے بہت ہیں آندھے آنکھوں کے اور دل کے جو

خدائے رحیم کے جلوے

دیکھ ہی نہیں سکتے۔ سمجھتے ہیں کہ جو کچھ ہم نے حاصل کرنا ہے۔ اپنے زور، طاقت، مال، اثر، رسوخ، اقتدار یا علم سے حاصل کرنا ہے۔ یہ نہیں جانتے کہ جس خدا نے علم دیا ہے عقل دی ہے وہی خدا جب غضب میں آتا ہے تو عقل و علم کو جنون سے بدل دیتا ہے۔ نہیں سمجھتے کہ جس ہستی نے مال دیا ہے وہ ہستی اتنی قادر و توانا ہے کہ جب اس کا غصہ انسان خرید لے تو وہ دولت کو فقیری میں بدل دیتا ہے۔ جو یہ سمجھتا ہے کہ میری صحت بڑی اچھی ہے اور میں اکیلا ہی سو آدمیوں پر بھاری ہوں اور اپنے جسم کی صحت کے نتیجہ میں وہ تکبر اختیار کرتا ہے۔ وہ نہیں جانتا کہ ایک سیکنڈ کے ہزارویں حصہ میں خدا کے قہر کا جلوہ اس پر فالج وارد کر سکتا ہے اور ساری اس کی طاقتیں اور سارا اس کا تکبر اور گھمنڈ خاک میں مل جاتا ہے اور کچھ بھی باقی اس کا نہیں چھوڑتا لیکن چونکہ یہ اسباب کی دنیا ہے۔ انسان بعض دفعہ غفلت برتتا ہے اور خدا تعالیٰ کی رحیمیت کے جلووں اور اس کی رحمانیت کے جلووں کو دیکھ نہیں سکتا۔ اس کی ایک وجہ یہ ہے کہ یہ مادی دنیا ہے اسباب کی دنیا ہے۔ خدا تعالیٰ کے جلوے اپنی پوری شان کے ساتھ اس مادی دنیا میں نظر ہی نہیں آسکتے۔ وہ جلوے عدم کو چاہتے ہیں۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے اپنی ایک صفت یہاں مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ بیان کی۔ یہ صفت اس بات کا تقاضا کرتی ہے کہ جس عالمین کو رب العالمین نے پیدا کیا تھا اس عالمین کو وہ اللہ جو

تمام صفاتِ حسنہ سے متصف

اور قدرتوں کا مالک ہے ایک وقت میں فنا کر دے اور سارے حجاب دور ہو جائیں اور اس کے عظیم جلوے انسان پر ظاہر ہونے لگیں اور اس کو نظر بھی آنے لگیں کوئی حجاب بیچ میں نہ رہے اس کے قہر کے جلوے شقاوتِ عظمیٰ رکھنے والے دیکھیں اور اس کے پیار کے جلوے اور اس کے جمال کے جلوے اور اس کے حسن اور احسان کے جلوے وہ دیکھیں جو سعادتِ عظمیٰ رکھتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی قدرتوں کے یہ جلوے ہر قسم کے حجابات سے باہر نکل کے انسان کے سامنے آئیں۔ اس غرض کے لئے اس نے جزا سزا کا دن دکھا ہے اور ہمیں اس طرف متوجہ کیا کہ اس دنیا کی بھول اور خطا اور نسیان اور غفلت اور گناہ اور عصیان اور خدا سے دوری کی برداشت انسان کو ایک سیکنڈ کے لئے بھی نہ کرنا چاہیئے۔

اعمال کا نتیجہ اس دن نکلیگا اور وہ نتیجہ کوئی معمولی نہیں وہ نتیجہ اس دن نکلیگا جو

جزا سزا کا دن

ہے اور جو ربّ اور جو رحمان اور رحیم ہے وہ مالک کی حیثیت سے تمہارے سامنے جلوہ گر ہوگا۔ چونکہ وہ مالک کی حیثیت سے جلوہ گر ہوگا تم میں سے کوئی شخص کھڑے ہو کر یہ نہیں کہہ سکے گا کہ اے ہمارے ربّ ہمارا تجھ پر یہ حق ہے ہمیں دے کیونکہ جو مالک ہے ہر ایک چیز کا اس پر کسی کا کوئی حق نہیں ہو سکتا۔ عقل بھی اسکو تسلیم نہیں کرتی اور نہ کر سکتی ہے اور چونکہ وہ مالک ہے اس لئے امید بھی دلا دی کہ اگر وہ چاہے تو جتنا چاہے دیدے، وہ جتنے گناہ چاہے معاف کر دے، وہ جتنا فضل کرنا چاہے۔ فضل کرے لیکن ایک دولت مند امیر جس کے کارخانے میں ایک ہزار مزدور کام کر رہا ہے یہ مزدور اس سے ڈرتے نہیں کیونکہ کچھ حقوق ہیں انکے۔ کچھ ایسے حقوق ہیں جو مالک نے تسلیم کئے ہیں۔ کچھ ایسے حقوق ہیں جو دنیا تسلیم کرتی ہے اور حق دلواتی ہے کچھ ایسے حقوق ہیں جو حکومتیں دلواتی ہیں۔ کچھ ایسے حقوق ہیں جو حکومتوں کا تختہ الٹ کے حاصل کر لئے جاتے ہیں۔ یہ دنیا ایسی ہے۔ لیکن وہاں تو اس طرح نہیں ہوگا۔ مالک کے ساتھ ایسا نہیں ہوتا کوئی شخص کھڑے ہو کر یہ نہیں کہہ سکتا، نہ یہاں نہ وہاں، لیکن وہاں تو اس کے جلوے اس قدر

عظمت اور جلال اور شان

کے ساتھ ظاہر ہوں گے کہ کسی شخص کو یہ جرأت ہی نہ ہو سکے گی کہ وہ سمجھے کہ میرا کوئی حق ہے جو مجھے ملنا چاہیئے۔ حق کوئی نہیں کسی کا۔ جس نے پیدا کیا سارے حقوق اسی کے ہیں، جو ہمارا ربّ ہے جس کی رحمانیت کے ہم نے جلوے دیکھے ہیں۔ جس کی رحیمیت کے پیار کو ہم نے محسوس کیا ہے جب اس کے سامنے ہم جائیں گے تو ہماری روح پکار رہی ہوگی کہ اے ہمارے ربّ ہمارا تجھ پہ کوئی حق نہیں لیکن ہم تیرے فضل اور تیری رحمت کے بھکاری ہیں۔ ہم اس کی صدا دیتے ہیں کہ اپنے فضل اور رحمت سے ہمیں نواز۔ ہماری غفلتوں کو نظرانداز کر دے تو مالک ہے۔ اگر ہم نے تیرا گناہ کیا، اگر ہم نے کچھ خطائیں کی ہیں، اگر ہم نے تیری دنیا میں وہ کیا جو تو ناپسند کرتا تھا تو آج اس دنیا میں مالک کی حیثیت سے ہمیں معاف کر دے۔ مالک کا جلوہ جو ہے وہ حقیقی معنی میں حقیقی رنگ میں اس دنیا میں نظر نہیں آتا کیونکہ یہ پردے کی دنیا ہے اسلئے ضروری تھا کہ جزا سزا کا دن مقرر کیا جاتا۔ اور اللہ تعالیٰ کی صفات کے

کامل اور مکمل اور اصفیٰ جلوے

کسی قسم کی کدورت کے بغیر وہ ہم پہ ظاہر ہوتے اور پھر ہمیں وہ لذت اور سرور حاصل ہوتا جو اس دنیا میں حاصل ہونا ممکن نہیں ہے کیونکہ یہاں یہ اسباب کی دنیا جلوے پردوں میں چھپے ہوئے ہیں۔

انسانِ ناقص اس دنیا کا جو ہے جس طرح نہایت کالے شیشوں والی عینک لگا کے سورج کی روشنی کا دسواں یا بیسواں حصہ نظر آتا ہے اسی طرح یہ اسباب کے جو مادی دنیا میں سامان ہیں ان کی وجہ سے خدا تعالیٰ کی صفات کے جلووں کے انوار کا دسواں یا بیسواں یا چالیسواں یا پچاسواں یا سواں یا ہزارواں حصہ جتنی جتنی کسی نے زیادہ سیاہی والی عینک لگائی ہوئی ہے انسان دیکھتا ہے جو خدا تعالیٰ کے مقرب بندے ہیں وہ دوسروں کی نسبت زیادہ صاف جلوے دیکھتے ہیں۔ اسمیں شک نہیں لیکن جو نظارے خدا تعالیٰ کی صفات کے وہ مشاہدہ کرتے ہیں وہ نظارے بھی یوم جزا حشر کے دن کے جو صفات باری کے جلوے ہونگے ان کے مقابلہ میں بہت کم درجہ کے ہیں۔

لیکن بہرحال

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اُس دُنیا کی ایک جھلک

ان مقربین الٰہی کو نظر آ جاتی ہے۔ لیکن عوام کو تو کچھ بھی نظر نہیں آتا تو وہ تو غفلت میں بھٹکتے ہیں. لیکن ایک مسلمان کو اللہ تعالیٰ نے یہ بتایا ہے کہ اگر تم جزا سزا کے دن اللہ تعالیٰ کے قہر سے بچنا چاہتے ہو۔

اور اگر تم اُس کے پیار اور اُس کی محبت سے زیادہ سے زیادہ حصہ لینا چاہتے ہو تو اس بات کو یاد رکھو کہ تمہارا خدا مالک یوم الدین ہے وہ ایک مالک کی حیثیت سے جس کے خزانے لامحدود ہیں غیر محدود جزا دے تو اُس کو کوئی یہ نہیں کہنے والا کہ تم نے انصاف کے تقاضوں کو پورا نہیں کیا. کیونکہ انصاف کا تقاضہ تو وہاں پیدا ہوتا ہے کہ جو مال دیا جائے وہ کسی اَور کا ہو. مثلاً اگر ایک جج فیصلہ یہ دے کہ زید نے بکر کا نقصان تو سو روپیہ کا کیا تھا لیکن میں اپنی طرف سے اس کو دس ہزار روپیہ زید کے مال میں سے دے دیتا ہوں تو ناانصافی کرنے والا ہے لیکن اگر مالک ہو خود مثلاً اس دنیا میں بڑی ناقص مثال ہے لیکن سمجھانے کیلئے دی ہی مثال دی جا سکتی ہے کہ آپ کا ایک نوکر ہے. وہ سو روپیہ تنخواہ پر مقرر ہے ایک دن وہ اُس کو بلا کر کہتا ہے کہ تنخواہ تو تمہاری سَو ہے لیکن میں اپنی طرف سے اپنے مال میں سے تمہیں سارے سال کی گندم دے دیتا ہوں یا۔

ہزار روپیہ انعام

دے دیتا ہوں کیونکہ تمہاری لڑکی کی شادی ہونے والی ہے تو کوئی شخص نہیں کہے گا کہ بڑا ظلم کرنے والا اور غیر منصف ہے یہ مالک. تو اللہ تعالیٰ کے چونکہ خزانوں کی کوئی انتہا نہیں. وہ غیر محدود ہیں اس واسطے بحیثیت مالک اگر وہ ابدی جنتیں انعام میں دے تو کسی کا حق نہیں مارا گیا اُس نے بحیثیت مالک ہمیں دیا. لیکن خوف اور قلق بھی بڑا دل میں پیدا ہوتا ہے جب انسان یہ سوچتا ہے کہ جب ہمارا کچھ ہے ہی نہیں اور ہمارا کوئی حق نہیں بنتا تو اس کا نتیجہ تو یہ ہوا کہ ہم نے اپنی طرف سے جو نیکیاں کیں خدا تعالیٰ کو خوش کرنے کے لئے جو اعمال صالحہ بجا لائے وہ بھی دراصل ہماری نیکیاں اور ہمارے اعمال صالحہ نہیں کیونکہ ان نیکیوں کے کرنے کی طاقت، صدقہ و خیرات جو ہم نے دیا اُس مال کی ملکیت تو رب کی تھی ہمارا تو نہیں تھا کچھ بھی تو انسان خود کو فی الحقیقت بالکل تہی دست پاتا ہے جب مالک یوم الدین کی صفت سامنے آتی ہے اور اُس وقت اُس کے دل میں یہ احساس پختہ ہوتا ہے کہ خدا تعالیٰ کے فضل اور اُس کی رحمت کے بغیر نہ مغفرت کا حصول ممکن نہ ابدی جنتوں اور اُس کی رضا کا حصول ممکن تو یہ تہی دست ہونے کا احساس اپنے کمال کو پہنچ جاتا ہے۔

مالک یوم الدین کی صفت

انتہا ہے ان چاروں اُمہات الصفات کی کہ پیدا کیا، ترقی دی، نشو و نما کے سامان پیدا کئے۔ اس دنیا میں بے شمار، اَن گنت، جیسا کہ خود قرآن نے دعویٰ کیا ہے اور ایک عقلمند اس کو صحیح سمجھنے پر مجبور ہو جاتا ہے، اَن گنت نعمتیں اس نے عطا کیں. اور جسمانی لحاظ سے اور ذہنی لحاظ سے اور اخلاقی لحاظ سے اور روحانی لحاظ سے رفعتوں پر پہنچاتا چلا گیا. لیکن جب انسان جو حقیقتاً اپنے رب کی اور اس کی صفات کی معرفت حاصل کر لیتا ہے جب اس مقام پر پہنچا کہ اُس نے سمجھا کہ میں نے انتہائی رفعت کو پا لیا. اس وقت اُس کے سامنے اُس کا مالک آ جاتا ہے. یعنی خدا جو مالک یوم الدین ہے، اور اُس کو یہ احساس پیدا ہوتا ہے کہ اسی کا سہارا تھا. اُس نے سہارا دیا اور بلندیوں پر لے گیا. اپنے نفس کو دیکھتا ہوں تو خالی ہاتھ پاتا ہوں. تب ایک انتہائی خوف اور قلق دل میں پیدا ہوتا ہے اور انسان اپنے رب کے حضور جھکتا ہے اور کہتا ہے کہ اے خدا کسی نیکی کا، کسی بزرگی کا، کسی پاکیزگی کا میں دعویدار نہیں ہوں. لیکن اے میرے پیارے تو مالک یوم الدین ہے. اس واسطے مالک کی حیثیت سے مجھ پر اپنی رحمت کو نازل کر اُس دن جس دن تو سب دنیا کو اکٹھا کرے گا اور تیرا فیصلہ حق کا فیصلہ ہوگا.

خدا کرے کہ ہم اُس کی صفات کو ہمیشہ پہچانتے رہیں اور

معرفت کے مقام پہ رہیں

اور اس کی ربوبیت اور اُس کی رحمانیت اور اُس کی رحیمیت سے جس طرح ہم اس دنیا میں فائدہ حاصل کر رہے ہیں اسی طرح تہی دست ہونے کے باوجود اس کی صفت مالکیت یوم الدین کے پیارے جلوے حشر کے دن ہمیں دیکھنے نصیب ہوں اور یہ اُسی کے فضل سے ہو سکتا ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا عقیدہ

"بالآخر یہ بھی میں عامہ ناس پر ظاہر کرتا ہوں کہ مجھے اللہ جلّشانہ، کی قسم ہے کہ میں کافر نہیں **لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ** میرا عقیدہ ہے. اور **لٰکِنْ رَّسُوْلَ اللّٰہِ وَخَاتَمَ النَّبِیّٖنَ** پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت میرا ایمان ہے. میں اپنے اس بیان کی صحت پر اس قدر قسمیں کھاتا ہوں جس قدر خدا تعالیٰ کے پاک نام ہیں اور جس قدر قرآن کریم کے حرف ہیں. اور جس قدر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خدا تعالیٰ کے نزدیک کمالات ہیں. کوئی عقیدہ میرا اللہ اور رسول کے فرمودہ کے برخلاف نہیں اور جو کوئی ایسا خیال کرتا ہے خود اُس کی غلط فہمی ہے اور جو شخص مجھے اب بھی کافر سمجھتا ہے اور تکفیر سے باز نہیں آتا وہ یقیناً یاد رکھے کہ مرنے کے بعد اُس کو پوچھا جائے گا میں اللہ جلّشانہ، کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میرا خدا اور رسول پر وہ یقین ہے کہ اگر اس زمانہ کے تمام ایمانوں کو ترازو کے ایک پلہ میں رکھا جائے اور میرا ایمان دوسرے پلہ میں تو

بفضلہ تعالیٰ یہی پلّہ بھاری ہوگا۔"

کرامات الصادقین
تصنیف حضرت مسیح موعود علیہ السلام

Digitized by Khilafat Library Rabwah

وقف کے تقاضے

ایک کارکن کے ضروری اوصاف

مکرم امین اللہ خان صاحب سالک مربی سلسلہ احمدیہ گولیکی ضلع گجرات

بے روزگاری ایک عالمی مسئلہ ہے۔ اس مسئلہ سے بے توجہی، اس مسئلہ کی وسعت شدت اور برے اثرات کو ملحوظ رکھتے ہوئے بے حد خطرناک … ہے۔ اور ایشیا اور افریقہ میں کروڑوں انسان بے روزگار ہیں اور کسی کام کی تلاش میں شب و روز سرگرداں رہتے ہیں۔ کروڑوں نفوس جز وقتی روزگار پر مجبور ہیں۔ اور تو اور امریکہ اور یورپ کے متمول ممالک بھی بے روزگاری کے المیہ سے دوچار رہتے ہیں خصوصاً اس صورت حال کے پیش نظر یہ امر بے حد شکر و امتنان کا موجب ہے کہ انسان برسرروزگار ہو۔ کسی دینی ادارہ میں ملازمت اور زیادہ خوش بختی ہے اور ہم خرما و ہم ثواب کے مترادف ہے اور اگر دینی خدمت کے لئے وقف کی سعادت حاصل ہے تو یہ امر ایک ملازمت سے بھی زیادہ اہمیت و عظمت رکھتا ہے۔

وفاداری بشرط استواری اصل ایمان ہے اور کوئی بھی ادارہ (دینی یا دنیوی) اس جزو لاینفک کے عدم کا متحمل نہیں۔ ترقی یافتہ ممالک بھی اپنے ملازمین کو کسل، بے قاعدگیوں، مال و دولت یا اختیارات کے ناجائز استعمال، ادارہ کی شہرت کو نقصان یا ادارہ سے عدم وفاداری کی بناء پر برخواست کر دیتے ہیں۔ ایک دینی ادارہ ترقی کا بے حد ضرورتمند ادارہ تو … ہوتا ہیں اور زیادہ محتاط ہوگا۔ ایمانداری اس سلسلہ میں ایک اور اہم جزو ہے۔ انسان بے شک ایک ضعیف مخلوق ہے تاہم ایک بلند معیار کارکردگی از بس ضروری ہے۔ جان، مال، وقت، عزت، ہر روحانی ولولہ و جذبہ، ہر سکون و حرکت، ہر فکر اور ہر تخیل اور اپنی تمام پاک استعدادوں کو بہمہ وجوہ اسی آسمانی مقصد کی تکمیل کیلئے مخلصانہ بروئے کار لانا اور نامناسب اور ناجائز مقصد براری سے اپنے تئیں بچانا لازمی و لابدی ہے۔

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے کسی شخص کو ملازمت دینے سے قبل اس میں ان تین صفات کا تحقق لازمی قرار دیا ہے۔

۱۔ کمال اخلاص
۲۔ کمال جہد
۳۔ کمال فہم ہدایات

ان میں سے ایک یا دو اوصاف سے متصف شخص بھی خدمت اور ملازمت کا اہل نہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے تاکید فرمائی ہے کہ اس میں ان تینوں اوصاف سے آراستگی اسے کوئی خدمت سپرد کرنے سے قبل ضروری ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس مسئلہ پر خاص زور دیا ہے۔ حضور علیہ السلام اپنی تصنیف لطیف "کرامات الصادقین" میں سورۃ فاتحہ کی تفسیر کرتے ہوئے رقم فرماتے ہیں:-

ترجمہ از عربی:۔ ان درجات کے حصول سے درج ذیل موانع ہیں
ریاء جو حسنات کو ضائع کر دیتی ہے۔
کبر جو رأس السیئات ہے۔
ضلال، گمراہی جو سعادت کی راہوں سے دور لے جاتی ہے

اللہ تعالیٰ نے از راہ رحمت ان مہلک علل کے مداوا کے لئے مخلص ضعیف بندوں اور سالکین کو ایاک نعبد کہنے کا ارشاد فرمایا تاکہ وہ ریاء کے مرض سے نجات پائیں۔ اسی طرح انہیں ایاک نستعین کی دعا سکھائی تاکہ وہ کبر وغیرہ سے مخلصی حاصل کریں اھدنا کی دعا سکھائی تاکہ وہ اہواء و ضلالات ـ گمراہی اور نامناسب خواہشات سے احتراز کر سکیں۔

خدا تعالیٰ نے ایاک نعبد کے ذریعہ تحصیل خلوص و عبودیت تامہ کی ترغیب دلائی ہے ایاک نستعین سے قوت، ثبات اور استقامت کے لئے استمداد ہے۔ خدا تعالیٰ کے حضور اھدنا الصراط کی دعا اس کے لطف و کرم سے علم اور ہدایت کے حصول کیلئے ہے۔ حاصل آیات یہ ہے کہ سلوک کا تمام تر مرحلہ تک نہیں پہنچتا اور نہ ہی وسیلۂ نجات بنتا ہے۔ مگر کمال اخلاص، کمال جہد اور کمال فہم ہدایات کے بعد کوئی خادم اس وقت تک خدمات کے اہل نہیں جب تک اس میں یہ صفات متحقق نہ ہوں۔

مثال کے طور پر اگر کوئی خادم مخلص ہو اور امانت، خلوص اور عفت سے متصف ہو مگر سستی اور کسل کا مارا ہوا ہو اور سعی، جدوجہد اور قوت سے محروم ہو تو بلاشک وہ اپنے آقا پر بوجھ ہوگا اور اپنے آقا کی ہدایات پر عمل پیرا نہیں ہو سکے گا۔

اب ایک دوسرے خادم کی مثال لیجئے جو مخلص اور امین ہے اور جدوجہد بھی کرنے والا ہے اور دوسروں کی طرح (ناکارہ) بیٹھا نہیں رہتا۔ مگر وہ جاہل ہے اور اپنے مخدوم کی ہدایات کو نہیں سمجھتا اور سرگرداں لوگوں کی طرح بار بار خطا کرتا ہے اور وہ اپنے جہل کی وجہ سے ممنوعات سے پرہیز نہیں کرتا اور اپنے نفس کو (بلا وجہ) خطرات میں ڈالتا ہے۔ اور اپنی نادانی سے اپنے مولیٰ کی مرضات سے دور ہٹ جاتا ہے اور بسا اوقات اپنے آقا کے در رو جواہر اپنے حمق اور سوء فہم سے ضائع کرتا ہے اور وہ خادم اپنی خرابی وہم سے موقعہ محل کے مطابق امور بجا نہیں لاتا۔ ایسا خادم بھی اپنے مخدوم کی رضا حاصل نہیں کر سکتا۔ اور ہر دفعہ اسکا جہل اسے اس کے مرتبہ سے گرا دیتا ہے اور وہ گریہ و زاری میں مبتلا رہتا ہے اور ملعون و مسلوب … اس کی تعریف نہیں کی جاتی بلکہ اسکا آقا اسے منحوس قرار دیتا ہے جو خیر نہیں لاتا بلکہ اپنے مولیٰ کے سامان اور اموال کو خراب کرتا ہے۔

مگر وہ مبارک خادم جو اپنے آقا کی رضا حاصل کرتا ہے اور اس کی ہدایت کا ایک نکتہ بھی فراموش نہیں کرتا اور اپنے آقا کی ترحیب سے سرفراز ہوتا ہے وہ ان تینوں اوصاف سے یکساں متصف ہوتا ہے وہ اپنے آقا کو بد دیانتی اور خیانت سے اذیت نہیں پہنچاتا اور نہ وہ اپنے مولیٰ کو کسل اور جہل سے نقصان پہنچاتا ہے۔ وہ رضا کے مقام سے سرفراز ہوتا ہے خدا تعالیٰ کی راہ میں جو لوگ رشد و ہدایت سے فیضیاب ہوتے ہیں ان کے لئے بھی شرائط ثلثہ ہیں۔ ایاک نعبد میں شرط اول کی طرف اشارہ ہے۔ اور ایاک نستعین میں شرط ثانی کی طرف۔ اور اھدنا الصراط شرط ثالث کی غمازی کرتی ہے۔ بشارت ہے ان کیلئے جن میں یہ تینوں صفات مجتمع ہوں اور وہ کاملین بن کر اپنے خدا کی طرف رجوع کریں اور تمام آداب طریقت سے متصف ہوں۔ یہی وہ لوگ ہیں جن سے خدا تعالیٰ راضی ہوا اور جو خدا کی رضا سے محظوظ ہوئے وہ آماجگاہ قدس میں بلا خوف و خطر ہوں گے سبیل نور کا متلاشی جب ان شرائط سے متصف ہو تو اللہ تعالیٰ اسے حکمت سے بہرہ ور کرتا ہے تاکہ سالک عقلاء کی طرح تدبر میں بڑھے اور خائن لوگوں کے طریقوں سے آگاہ ہو۔ رب ارباب کے فضل سے یہی وہ امر ہے جسے کتاب کے آخر میں ذکر کرنا ہمارا مقصود تھا۔ والحمد للہ رب العالمین۔ والسلام علی سیدنا و رسولنا محمد خاتم النبیین۔ رب امطر مطر السوء علی من کذبہ واجعلنا من المنصورین آمین۔

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا یہ عظیم احسان ہے کہ آپ نے دیگر احسانات کے علاوہ خدمت کے زریں اصولوں سے بھی ہمیں روشناس کرایا۔ حضور علیہ السلام نے ہمیں وہ طریق بتائے جن سے راضیۃ مرضیۃ کی لذت حاصل ہو۔

حاسبوا قبل ان تحاسبوا کے تحت ہم اپنے دل کی گہرائیوں کو ٹٹولیں اور جائزہ لیں کہ ہم کارکردگی کے ان اوصاف ـ کمال اخلاص ـ کمال جہد ـ اور کمال فہم ہدایات ـ سے کس حد تک بہرہ ور ہیں۔ منفی اور مثبت رجحانات کے لحاظ سے ہماری کیا کیفیت ہے۔ کیا ہم شعوری یا غیر شعوری طور پر ـ بالواسطہ یا براہ راست ـ کسی ایسے رجحان کا شکار تو نہیں جو مخدوم کی مرضات سے تطابق نہیں رکھتا۔ کیا ہم ذاتی مفاد پر اسلامی اجتماعی مفاد کو مقدم رکھ رہے ہیں۔

خدا تعالیٰ ہمیں مقبول خدمت کی توفیق عطا فرمائے۔ اس کے فضل سے ہماری خطاؤں اور لغزشوں اور خامیوں کی پردہ پوشی ہو۔ ہم تخریب کی بجائے نفع رساں خدمت بجا لائیں رضاء کا مقام ہمیں حاصل ہو اور ہر ایک پیمانہ ہر ایک دقیقہ اور استعداد کا ہر ایک سرچشمہ اسکی مرضیات کے مطابق ہو۔

ضروری گذارش

جو احباب اپنا پتہ تبدیل کرواتے ہیں۔ وہ اپنا پتہ صاف الفاظ میں خوشخط لکھ دیا کریں تاکہ کسی غلطی کا امکان نہ رہے۔ اور تعمیل میں تاخیر نہ ہو۔

(مینیجر الفضل)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

قاعدہ یسرنا القرآن
مصنفہ پیر منظور محمد صاحب
اس مشہور و معروف اور مقبول خاص و عام قاعدہ کے ذریعہ بچے نہایت آسانی سے اور جلد قرآن مجید پڑھ لیتے ہیں۔ ہدیہ قاعدہ کلاں ایک روپیہ۔ قاعدہ خورد پچاس پیسے۔ تاجروں کے لئے معقول کمیشن
ملنے کا پتہ
مکتبہ یسرنا القرآن۔ ربوہ

مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ کا سالانہ اجتماع

امسال مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ کا سالانہ اجتماع مورخہ ۲۵، ۲۶، ۲۷ اکتوبر ۱۹۷۲ء بروز جمعہ، ہفتہ، اتوار ربوہ میں منعقد ہوگا۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔
(معتمد مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ۔ ربوہ)

جامعہ احمدیہ میں داخلہ

امسال جامعہ احمدیہ میں داخلہ کے لئے واقفِ زندگی طلباء کا انٹرویو انشاء اللہ العزیز یکم ستمبر ۱۹۷۲ء کو ہوگا۔ داخلہ کے لئے کم از کم میٹرک پاس اور غیر شادی شدہ ہونا ضروری ہے۔ ایف اے۔ بی اے اور ایم اے پاس نوجوان بھی داخل کئے جاتے ہیں۔

ایسے طلباء جن کی تعلیم میٹرک پاس یا اس سے زیادہ ہے اور انہوں نے اپنی زندگی وقف کی ہوئی ہے یا وقف کرنا چاہتے ہیں اور جامعہ احمدیہ میں اعلیٰ دینی تعلیم حاصل کرکے خدمت سلسلہ کے خواہشمند ہیں وکالت دیوان کو اطلاع دیں تا انٹرویو سے پہلے ان کے وقف اور جامعہ احمدیہ میں داخلہ کے بارہ میں ضروری کارروائی مکمل کی جاسکے۔

(وکیل الدیوان تحریک جدید ربوہ)

ہر قسم کا سامان سائنس اچھی نرخوں پر خریدنے کیلئے

الائیڈ سائنٹیفک سٹور
فون ۲۵۰۰۳
گنپت روڈ لاہور کو ہمیشہ یاد رکھیں!

ہر قسم کی عمارتی لکڑی کیلئے
پاک ٹمبر
۲۵ نیو ٹمبر مارکیٹ
راوی روڈ
لاہور
فون نمبر ۶۲۶۱۸ کو ہمیشہ یاد رکھیں!

جدید فیشن کے مطابق
سادہ جڑاؤ سیٹ
سونے اور چاندی کے خوشنما سیٹ و برتن کے لئے
فرحت علی جیولر کمرشل بلڈنگ مال روڈ لاہور فون ۵۲۶۲۳

تریاق اٹھرا اٹھرا کے علاج کے لئے کورس ۲۰ روپے
نورِ نظر اولاد نرینہ کورس ۳۰ روپے
خورشید یونانی دواخانہ رجسٹرڈ ربوہ فون ۵۳۸

دانت نکلوا لیجئے
بفضلہ تعالیٰ جدید میڈیکل سائنس
"کیوریٹو سسٹم" کی حیرت انگیز ادویات سے دانتوں کی تمام بیماریاں فوری اور مستقل طور پر ٹھیک ہو جاتی ہیں۔
اینٹی پائیوریا گوشت خورہ اور مسوڑھوں کی ہر خرابی کا علاج ہے۔
اینٹی کیریز گھن والے، کھوکھلے اور بدرنگ دانتوں کا علاج ہے۔
دانتوں کے متعلق مفید لٹریچر **مفت** حاصل کریں۔
کیوریٹو میڈیسن کمپنی رجسٹرڈ لاہور۔ کراچی
ہیڈ آفس:۔ ڈاکٹر راجہ ہومیو اینڈ کمپنی ربوہ
فون نمبرز:۔ ۶۰۶-۶۰۷

شہزادیں
شہزادیں
مرض اٹھرا کی موثر ترین دوائی
حکیم نظام جان اینڈ سنز
گوجرانوالہ۔ ٹنڈو محمد خان۔ گولبازار ربوہ
فون نمبر ۴۲۸۔ دوائی منگوانے اور معائنہ کروانے کا انتظام گولبازار ربوہ میں کیا گیا ہے۔

مرالشافی
بواسیر کی حیرت انگیز دوا
پائلز کیور
صرف پہلے دو کیپسولز سے فوری آرام
چار کیپسولز کے مکمل کورس سے بیماری ختم۔
قیمت مکمل کورس -/۱۰ بذریعہ خط مفید لٹریچر
مفت
کیوریٹو میڈیسن کمپنی رجسٹرڈ لاہور کراچی
ہیڈ آفس:۔ ڈاکٹر راجہ ہومیو اینڈ کمپنی ربوہ
فون نمبرز:۔ ۶۰۶-۶۰۷

درخواست دعا

۱۲ جون ۱۹۷۲ء کو خاکسار کے لڑکے ملک عبد الحنان کو اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے پہلا لڑکا عطا فرمایا ہے۔ نومولود عزیز کا نام عبد السبحان تجویز ہوا ہے۔
قارئین کرام سے نومولود کے خادم دین اور والدین کے لئے قرۃ العین ہونے کے لئے دعا کی درخواست ہے۔
کیپٹن ملک عبد اللہ خان
صدر محلہ باب الابواب ربوہ

غذا جزوِ بدن
بننے اور جسم پر گوشت پوست پیدا کرنے کے لئے "پیور القافا ٹانک" استعمال کیجئے۔ قیمت -/۴ بذریعہ ڈاک ۵/۵۰
شاہ ہومیو پیتھک سٹور رحمت بازار ربوہ

تبلیغی و علمی مجلہ
ماہنامہ **الفرقان** ربوہ
جس میں قرآنی حقائق بیان کرنے کے علاوہ پادریوں اور دیگر مخالفین کے اعتراضات کے جوابات دیئے جاتے ہیں۔ جس کے ایڈیٹر مولانا ابو العطاء صاحب ہیں۔
سالانہ چندہ -/۱۰ روپے۔
(مینیجر)

جبوب اٹھرا اٹھرا کے علاج کیلئے کورس ۲۴ روپے
دوائی فضل الٰہی اولاد نرینہ کیلئے کورس ۲۵ روپے
زد جام عشق طاقت کا جنرل ٹانک کورس ۳۵ روپے۔
دواخانہ خدمت خلق ربوہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اللہ تعالیٰ نے ہماری جماعت کو دُنیا بھر میں اسلام کی تبلیغ و اشاعت کیلئے قائم کیا ہے

ہمیں اُس وقت تک چین نہیں لینا چاہیئے جب تک دُنیا کے چپہ چپہ پر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حکومت قائم نہ ہو جائے

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ۲۴ر جنوری ۱۹۶۰ء کو جماعتِ احمدیہ کے ۶۸ ویں جلسہ سالانہ میں تقریر کرتے ہوئے فرمایا:۔

"میں دوستوں کو اِس امر کی طرف توجہ دلانا چاہتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے ہماری جماعت کو اِس غرض کے لئے قائم کیا ہے کہ دُنیا میں اسلام اور احمدیت کی اشاعت کی جائے اور دُنیا کے چپہ چپہ پر محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی حکومت قائم کی جائے۔ یہی ہمارے تمام کاموں کا نقطۂ مرکزی ہے اور ہمارا فرض ہے کہ ہم اِس کام کو ہمیشہ جاری رکھیں یہاں تک کہ دُنیا کا کوئی ملک اور کوئی گوشہ ایسا نہ ہو جہاں اسلام اور محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی آواز نہ پہنچ جائے۔

رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے ۶۱۰ء میں دعوئ نبوت فرمایا تھا اور ۶۳۲ء میں آپؐ نے وفات پائی۔ گویا آپؐ نے دعوائے نبوت کے بعد صرف ۲۳ سال عمر پائی لیکن اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے اس قلیل مدت میں ہی آپؐ کے کام اور کلام میں عظیم الشان برکت ڈالی اور جو غیر معمولی کامیابی اس نے آپؐ کو بخشی وہ کسی اور نبی کو میسر نہیں آئی۔

احادیث میں لکھا ہے کہ غزوۂ احزاب کے موقع پر جب مدینہ کی حفاظت کے لئے رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے خندق کھدوانی شروع کی تو اچانک ایک پتھر ایسا آگیا جو کسی طرح ٹوٹنے میں نہیں آتا تھا۔ صحابہؓ نے رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کو اس کی اطلاع دی تو آپؐ خود وہاں تشریف لے گئے اور کدال پکڑ کر زور سے اسے پتھر پر مارا اس کے نتیجہ میں اس پتھر میں سے ایک روشنی نمودار ہوئی اور آپؐ نے فرمایا اللہ اکبر۔ اور صحابہؓ نے بھی بلند آواز سے آپؐ کے ساتھ نعرۂ تکبیر بلند کیا۔ پھر دوبارہ آپؐ نے کدال مارا تو پھر ایک روشنی نمودار ہوئی اور آپؐ نے فرمایا اللہ اکبر۔ اس پر صحابہؓ نے پھر بڑے زور سے نعرۂ تکبیر بلند کیا۔ اس کے بعد آپؐ نے تیسری مرتبہ کدال مارا اور پھر اس پتھر میں سے روشنی نکلی اور آپؐ نے فرمایا اللہ اکبر اور ساتھ ہی صحابہؓ نے بھی نعرۂ تکبیر بلند کیا اور پتھر ریزہ ریزہ ہو گیا۔ جب پتھر ٹوٹ چکا تھا تو صحابہؓ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ آپؐ نے تین دفعہ اللہ اکبر کیوں کہا۔ آپؐ نے فرمایا کہ جب پہلی مرتبہ میں نے کدال مارا اور پتھر میں سے روشنی نکلی تو مجھے قیصرِ روم کے محلات دکھائے گئے اور ان کی کنجیاں میرے سپرد کی گئیں۔ پھر دوسری دفعہ کدال مارا اور روشنی نکلی تو مجھے مدائن کے سفید محلات دکھلائے گئے اور مملکتِ فارس کی کنجیاں مجھے دی گئیں۔ پھر تیسری دفعہ کدال مارا اور اس میں سے روشنی نمودار ہوئی تو مجھے صنعاء کے دروازے دکھائے گئے اور مملکتِ یمن کی کنجیاں میرے سپرد کی گئیں چنانچہ انہی پیشگوئیوں کے مطابق اللہ تعالیٰ نے خلفاء راشدین کے زمانہ میں قیصر و کسریٰ کو زبردست شکست دی اور شام اور ایران اور یمن کی سرزمین پر اسلام کا جھنڈا لہرانے لگا مگر افسوس کہ بعد میں مسلمانوں نے تبلیغ اور آپؐ کی تعلیم کو دنیا میں پھیلانے میں کوتاہی سے کام لیا اور اسلام کی اشاعت رُک گئی ورنہ کوئی وجہ نہیں تھی کہ آج دُنیا بھر میں مسلمان عیسائیوں، ہندوؤں اور بدھوں وغیرہ سے بہت زیادہ نہ ہوتے۔ فطرتِ صحیحہ کے مطابق تعلیم کی اشاعت اگر زور سے کی جاتی تو یقیناً وہ انسانوں کو کھینچ لیتی مگر افسوس کہ تبلیغِ اسلام کو انہوں نے فراموش کر دیا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ وہ دُنیا میں کمزور ہوتے چلے گئے۔ اب ہمارا فرض ہے کہ ہم اس غفلت کا ازالہ کریں اور ساری دُنیا کو اسلام کی طرف کھینچ کر لے آئیں۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی بعثت پر قریباً چودہ سو سال گذر چکے ہیں مگر ابھی تک اسلام دُنیا میں اقلیت ہے۔ عیسائیت کو ۱۹۵۹ سال گذر گئے مگر دُنیا میں جتنی عیسائیت پھیلی ہے اس کو دیکھتے ہوئے کہنا پڑتا ہے کہ عیسائیوں نے زیادہ وفاداری سے کام لیا ہے۔ مسلمان اب تک بھی صرف عرب، شام اور ایران میں ہی زیادہ ہیں ورنہ ہندوستان میں وہ کم ہیں، روس میں وہ کم ہیں، جاپان میں وہ کم ہیں، آسٹریلیا میں وہ کم ہیں، تھائی لینڈ میں وہ کم ہیں، جرمنی میں وہ کم ہیں، ناروے اور سویڈن میں وہ کم ہیں، فرانس میں وہ کم ہیں، سپین میں وہ کم ہیں، امریکہ میں وہ کم ہیں، فلپائن میں وہ کم ہیں حالانکہ فلپائن میں اسلام بڑی دیر سے قائم ہو چکا ہے۔ اب یہ ہمارا کام ہے کہ ہم اس غفلت کا علاج کریں اور جیسا کہ خدا تعالیٰ نے اسلام کو برتری بخشی ہے ہم اسے دُنیا میں بھی برتر کر کے چھوڑیں یہاں تک کہ تمام مذاہب یہ اقرار کرنے پر مجبور ہوں کہ اسلام کا مقابلہ ہم نہیں کر سکتے اور رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کا لایا ہوا نور ساری دُنیا میں پھیل جائے۔"

(الفضل ۱۶ر فروری ۱۹۶۰ء صفحہ ۳، ۴)

خریدار صاحبان "الفضل" کیلئے ضروری اعلان

کاغذ کی ہوشربا گرانی اور اخباری صنعت کے دیگر مصارف میں اضافہ کی وجہ سے ملک کے تمام اخبار تین ۳ مرتبہ اپنی قیمت میں اضافہ کر چکے ہیں تاہم الفضل کی سابقہ قیمت ہی بحال چلی آ رہی تھی جس کی وجہ سے الفضل عرصہ سے مالی لحاظ سے زیر بار چلا آ رہا تھا۔ اب اخراجات حد سے زیادہ بڑھ جانے کی وجہ سے الفضل کی قیمت میں اضافہ ناگزیر ہو گیا ہے لہٰذا بامر مجبوری ہمیں بھی قیمت میں اضافہ کا فیصلہ کرنا پڑا ہے۔ چنانچہ آئندہ سے الفضل کا چندہ حسبِ ذیل شرح کے مطابق وصول کیا جائے گا۔

چندہ برائے ایک سال	۵۰ روپے	چندہ برائے خطبہ نمبر ایک سال	۱۵ روپے
" چھ ماہ	۲۶ روپے	قیمت فی پرچہ	۲۵ پیسے
" تین ماہ	۱۴ روپے	قیمت فی پرچہ خطبہ نمبر	۳۰ پیسے

ایجنٹ صاحبان بھی قیمت میں اضافہ نوٹ فرمالیں اور آئندہ اس کے مطابق ہی چندہ وصول کریں۔ بیرونی ممالک کے چندہ میں بھی اسی نسبت سے اضافہ شمار ہوگا۔

امید ہے کہ خریدار صاحبان موجودہ حالات میں اس اضافہ کو ناگزیر خیال فرماتے ہوئے حسبِ سابق تعاون جاری رکھیں گے اور آئندہ نئی شرح کے مطابق چندہ ارسال فرما کر ممنون فرمائیں گے۔

(مینیجر روزنامہ الفضل ربوہ)

ضروری تصحیح

الفضل کے ۳ر اگست ۱۹۷۴ء کے شمارہ میں صفحہ ۲ پر "مامورینِ الٰہی کا واحد جادۂ کار" کے زیرِ عنوان جو اداریہ شائع ہوا ہے اس میں سورۃ ہود کی آیات ۷۹ و ۸۱ کے حوالہ سے حضرت لوط علیہ السلام کو پیش آنے والے ایک خاص واقعہ کا ذکر کیا گیا ہے لیکن غلطی سے اسے حضرت ہود علیہ السلام کی طرف منسوب کر دیا گیا ہے۔ پہلے کالم کی سطر ۲۳ اور دوسرے کالم کی سطر ۵ میں "حضرت ہود علیہ السلام" کی بجائے "حضرت لوط علیہ السلام" کے الفاظ پڑھے جائیں۔ قارئین کرام اس کے مطابق تصحیح فرمالیں۔

(ادارہ)

مرض اٹھرا
اور دیگر امراض کے ماہر
سنہ ۱۹۱۱ء سے آپ کے خاندانوں کی خدمت کرنیوالے
قدیمی — اوّلین — شہرۂ آفاق
حکیم نظام جان اینڈ سنز
گوجرانوالہ - ربوہ - ٹنڈو محمد خاں
دوائی منگوانے اور معائنہ کا انتظام گولبازار ربوہ میں شروع کیا گیا ہے۔ ربوہ فون نمبر ۶۳۸